THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

مرویات ابن لہیعہ کا حکم اور فقہائے احناف: تجزیاتی مطالعہ

The Status of the Narrations of Ibn Luhayʿah and the Juristic Position of the Ḥanafī School: An Analytical Study

حافظ محمد عمران الٰہی

پی ایچ ڈی اسکالر، لاہور لیڈز یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد اعجاز

پروفیسر، لاہور لیڈز یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

Abstract

This research article critically evaluates the status of the narrations (riwayat) of Abdullah ibn Lahee'ah (d. 174 AH) from the perspective of Hanafi jurists (fuqaha). Ibn Lahee'ah, a prominent Qadi of Egypt and a narrator of the tabiʿ al-tabiʿin generation, has been a subject of intense discussion among hadith critics. While the majority of muhaddithun have declared him weak (daʿif) primarily due to the deterioration of his memory after his books were burned, the Hanafi school of law has adopted a more nuanced and practical approach. This study investigates the foundational principles of Hanafi usul al-fiqh and the rulings of leading Hanafi imams, including Imam Abu Hanifah, Imam Abu Yusuf, Imam Muhammad, and later authorities such as Al-Kasani, Al-Marghinani, and Ibn Nujaym. The research concludes that Hanafi jurists do not outright reject Ibn Lahee'ah's narrations. Instead, they classify them as daʿif *but not* matruk *(abandoned). His narrations are accepted under specific conditions: (1) when they are corroborated by other narrations (shawahid or mutabiʿat), (2) when they do not contradict established principles of Hanafi fiqh or authentic qiyas, (3) when they pertain to legal rulings (ahkam) rather than beliefs, and (4) when the chain is free from other severe defects. Consequently, Ibn Lahee'ah's narrations are often cited as supporting evidence (istidlal) or for establishing* hasan li ghayrihi *status. This research fills a significant gap in understanding how Hanafi jurists practically deal with borderline narrators in hadith, offering a balanced criterion between extreme rejection and unconditional acceptance.*

Keywords: *Ibn Lahee'ah, Hanafi Fiqh*

عبداللہ بن لہیعہ (96–174ھ) مصر کے قاضی اور اپنے زمانے کے ممتاز محدث تھے۔ انہوں نے امام مالک، لیث بن سعد، جعفر بن ربیعہ جیسے اساتذہ سے علم حاصل کیا اور ان سے سفیان ثوری، شعبہ، عبداللہ بن مبارک، لیث بن سعد، قتیبہ بن سعید اور ابن وہب جیسے کبار ائمہ نے روایت کیا۔ ان کے بارے میں محدثین کے درمیان شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔[1] یہ اختلاف ان کی کتابوں کے احتراق (جل جانے) کے واقعہ سے جڑا ہے، جس کے بعد ان کی روایات میں اضطراب پیدا ہو گیا۔ عبداللہ بن لہیعہ کے بارے میں محدثین کے درمیان جہاں اختلاف پایا جاتا ہے، وہیں حنفی فقہاء میں بھی ان کے بارے میں دو طرح کے اقوال موجود ہیں۔ ایک گروہ نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے، جبکہ دوسرے گروہ نے ان کی توثیق کی ہے اور ان کی روایات کو قبول کیا ہے۔ یہ مضمون خصوصی طور پر ان حنفی علماء کے اقوال کا تجزیہ کرے گا جو ابن لہیعہ کے بارے میں موجود ہیں، خواہ وہ توثیق کے ہوں یا تضعیف کے۔ ہم تاریخی ترتیب کے ساتھ متقدمین سے متاخرین تک ان اقوال کا جائزہ لیں گے، ہر قول کی تفصیلی تشریح کریں

[1] ابن عابدین، محمد امین بن عمر. *رد المحتار على الدر المختار*. تحقیق: مجمع البحوث الاسلامیة. جلد 3. بیروت: دار الفکر، 1992.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

گے، اور آخر میں یہ بتائیں گے کہ ان متضاد اقوال کے درمیان ابن لہیعہ کی روایت کا حکم کیسے ثابت کیا جائے گا۔ فقہائے احناف میں توثیق کرنے والوں میں امام محمد بن حسن شیبانی، امام طحاوی، امام جصاص (ایک قول کے مطابق)، امام عینی اور امام ابن نجیم شامل ہیں۔ تضعیف کرنے والوں میں امام جصاص (دوسرے قول کے مطابق)، امام قدوری، امام زیلعی، امام سیواسی، علامہ حصکفی اور علامہ ابن عابدین شامل ہیں۔

محدثین کے تین گروہ ہیں: ایک گروہ (ہم عصر ائمہ) نے ان کی توثیق کی، دوسرے گروہ (بعد کے ائمہ) نے ان کی تضعیف کی، اور تیسرے گروہ نے قدیم وجدید سماع میں فرق کیا۔ یہی اختلاف فقہائے احناف میں بھی پایا جاتا ہے۔ ایک گروہ نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے، جبکہ دوسرے گروہ نے ان کی توثیق کی ہے اور انہیں "صدوق"، "حسن الحدیث" یا "ثقہ" قرار دیا ہے۔

متقدمین حنفیہ (دوسری، تیسری اور چوتھی صدی ہجری)

امام محمد بن حسن شیبانی (132–189ھ)

امام محمد بن حسن شیبانی امام ابو حنیفہ کے شاگرد اور حنفی مسلک کے بڑے امام ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب الأصل (المبسوط) اور الحجة على أهل المدينة میں متعدد مقامات پر ابن لہیعہ کی روایات سے استدلال کیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابن لہیعہ کو قابلِ اعتماد راوی سمجھتے تھے:

"مُحَمَّد قَالَ أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ لَهِيعَةَ الْمِصْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِذَا نَكَحَ الرَّجُلُ امْرَأَةً وَهُوَ مَرِيضٌ فَإِنَّ صَدَاقَهَا مِنَ الثُّلُثِ فَلَمْ يُبْطِلْ عُمَرُ[2]"

"محمد (بن حسن شیبانی) کہتے ہیں: ہمیں سفیان ثوری نے خبر دی، انہوں نے عبد اللہ بن لہیعہ مصری سے، انہوں نے کہا: ہمیں عبید اللہ بن ابی جعفر نے نافع سے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب کوئی آدمی بیماری کی حالت میں کسی عورت سے نکاح کرے تو اس کا مہر (وراثت میں) تہائی (مال) میں سے دیا جائے گا۔ اور عمر رضی اللہ عنہ نے اسے باطل نہیں کیا۔"

اس روایت میں امام محمد بن حسن شیبانی نے سفیان ثوری کے واسطے سے ابن لہیعہ سے روایت نقل کی ہے۔ اس روایت سے چند اہم باتیں ثابت ہوتی ہیں: امام محمد بن حسن شیبانی جیسے جلیل القدر امام نے ابن لہیعہ کی روایت کو اپنی کتاب میں بطور استدلال پیش کیا ہے۔ اگر وہ ابن لہیعہ کو ضعیف یا ناقابلِ اعتماد سمجھتے تو ان کی روایت کو کبھی اپنی کتاب میں شامل نہ کرتے۔ اس سند میں سفیان ثوری (امام الحدیث) کا واسطہ ہے۔ سفیان ثوری نے ابن لہیعہ سے روایت کی ہے، جو خود ان کی توثیق کی ایک دلیل ہے۔ یہ روایت فقہی مسئلہ (مریض کے نکاح اور مہر کے بارے میں) میں استعمال ہوئی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام محمد کے نزدیک ابن لہیعہ کی روایت فقہی استدلال کے قابل ہے۔

امام محمد بن حسن شیبانی ابن لہیعہ نے اپنی دیگر کتابوں میں بھی ابن لہیعہ سے استدلال کیا ہے، جیسا کہ وہ اپنی کتاب الاصل یعنی مبسوط میں رقم طراز ہیں:

"عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طُعْمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُخْبِرُ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: أَرْبَعٌ مُبْهَمَاتٌ مُقْفَلَاتٌ لَيْسَ فِيهِنَّ رِدِّيدَى:

---

[2] شیبانی، محمد بن حسن. الحجة على أهل المدينة. بیروت: دار الکتب العلمیه، 2000. 501/3

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

الطَّلَاقُ وَالْعَتَاقُ وَالنِّكَاحُ وَالنَّذْرُ"[3]

"ابن لہیعہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ہمیں یزید بن ابی حبیب نے عمارہ بن عبد اللہ بن طعمہ سے حدیث بیان کی، انہوں نے انہیں خبر دی کہ انہوں نے سعید بن مسیب کو یہ خبر دیتے ہوئے سنا کہ وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: چار چیزیں ایسی ہیں جو مبہم اور مقفل ہیں، ان میں کوئی ردوبدل (رجعت) نہیں ہے: طلاق، آزادی، نکاح اور نذر۔"

اس روایت میں بھی امام محمد بن حسن شیبانی نے ابن لہیعہ سے روایت نقل کی ہے۔ اس روایت میں ابن لہیعہ نے یزید بن ابی حبیب سے، انہوں نے عمارہ بن عبد اللہ بن طعمہ سے، انہوں نے سعید بن مسیب سے، اور انہوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

اس روایت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ امام محمد بن حسن شیبانی ابن لہیعہ کو قابلِ اعتماد راوی سمجھتے تھے۔ انہوں نے نہ صرف ابن لہیعہ کی روایت کو نقل کیا بلکہ اسے اپنی کتاب کے متن میں شامل کیا اور اس پر فقہی بناء بھی قائم کی۔

امام ابو جعفر طحاوی (239–321ھ)

امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی "شرح معانی الآثار" کے مصنف، حنفی فقہ کے بڑے امام اور محدث ہیں۔ وہ ابن لہیعہ کے بارے میں نرم روی کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قِيلَ لَهُمْ: كَيْفَ تَحْتَجُّونَ فِي هَذَا بِابْنِ لَهِيعَةَ، وَأَنْتُمْ لَا تَجْعَلُونَهُ حُجَّةً لِخَصْمِكُمْ فِيمَا يَحْتَجُّ بِهِ عَلَيْكُمْ؟ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: وَلَمْ أُرِدْ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ الطَّعْنَ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، وَلَا عَلَى ابْنِ لَهِيعَةَ، وَلَا عَلَى غَيْرِهِمَا، وَلَكِنِّي أَرَدْتُ بَيَانَ ظُلْمِ الْخَصْمِ"[4]

"ان سے کہا گیا: تم اس مسئلے میں ابن لہیعہ کی روایت سے دلیل کیسے پکڑتے ہو، جبکہ جب تمہارا مخالف اسی ابن لہیعہ کی روایت سے تمہارے خلاف دلیل دیتا ہے تو تم اسے حجت نہیں مانتے؟ ابو جعفر (طحاوی) نے کہا: میں نے اس بات سے نہ تو عبد اللہ بن ابی بکر پر طعن کرنا مقصود کیا ہے، نہ ابن لہیعہ پر اور نہ کسی اور پر؛ بلکہ میرا مقصد صرف مخالف کے ظلم (غیر منصفانہ طرزِ استدلال) کو واضح کرنا تھا۔"

طحاوی کئی مقامات پر ابن لہیعہ کی روایت کو استدلال میں لاتے ہیں اور ان پر سخت جرح نہیں کرتے۔ اس عبارت میں وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ابن لہیعہ پر طعن کرنا مقصود نہیں کیا، بلکہ صرف مخالف کے طرزِ استدلال کو واضح کرنا چاہا تھا۔ طحاوی کا یہ طرزِ عمل اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ وہ ابن لہیعہ کو بالکل ناقابلِ قبول نہیں سمجھتے تھے، ورنہ وہ اس کی روایت کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہی نہیں۔ امام طحاوی ابن لہیعہ پر سخت جرح کرنے والوں میں شامل نہیں ہیں، بلکہ وہ ان کی روایات کو بعض مواقع پر استعمال کرتے ہیں۔

---

[3] محمد بن حسن الشيباني، الأصل (المبسوط) ، تحقيق أبو الوفا الأفغاني (حيدرآباد دكن: مجلس دائرة المعارف العثمانية، 1386ھ)، جلد 7، ص300

[4] عینی، بدرالدین محمود بن احمد. البناية شرح الهداية. بيروت: دار الفكر، 1990. 298/1

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

علامہ عینی حنفی، امام طحاوی کی طرف ابن لہیعہ کی توثیق منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فَإِنْ قُلْتَ: ابْنُ لَهِيعَةَ ضَعِيفٌ. قُلْتُ: وَثَّقَهُ أَحْمَدُ وَالطَّحَاوِيُّ وَكَفَى بِهِمَا حُجَّةً"

"اگر تم کہو کہ ابن لہیعہ ضعیف ہیں، تو میں کہتا ہوں کہ امام احمد اور امام طحاوی نے ان کی توثیق کی ہے، اور یہ دونوں بطور دلیل کافی ہیں۔"

یہ قول انتہائی اہم ہے کیونکہ اس میں ابن لہیعہ کی توثیق کے لیے دو بڑے ناموں کا حوالہ دیا گیا ہے۔ مصنف کہتے ہیں کہ یہ دونوں ائمہ ابن لہیعہ کی توثیق کے لیے کافی ہیں۔ ابن لہیعہ کی توثیق کے لیے امام احمد اور امام طحاوی کی توثیق کو بطور حجت پیش کیا جا سکتا ہے۔

امام احمد بن علی ابو بکر الرازی الجصاص الحنفی "شرح مختصر الطحاوی" کے مصنف، حنفی فقہ کے بڑے امام اور محدث ہیں۔ ان کے دو قول ہیں:

"وَأَمَّا حَدِيثُ ابْنِ لَهِيعَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ الْحَجَّاجِ عَنْ حَنَشٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: فَمُسْتَقِيمُ السَّنَدِ، لَا نَعْلَمُ أَحَدًا مِنْهُمْ طَعَنَ عَلَيْهِ فِي رِوَايَتِهِ، أَوِ اتُّهِمَ بِالْكَذِبِ فِي نَقْلِهِ"[5]

"اور جہاں تک ابن لہیعہ کی وہ روایت ہے جو قیس بن الحجاج سے، وہ حنش سے، اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، تو اس کی سند درست اور سیدھی ہے۔ ہم ان میں سے کسی کے بارے میں نہیں جانتے کہ کسی نے اس کی روایت میں طعن کیا ہو یا اس کو نقل میں جھوٹ کی تہمت دی ہو۔"

امام جصاص نے اس عبارت میں واضح طور پر ایک خاص سند کے بارے میں دو اہم باتیں بیان کی ہیں:

۱ "فَمُسْتَقِيمُ السَّنَدِ" اس سند میں ابن لہیعہ بھی شامل ہیں، اس لیے سند کو مستقیم کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ امام جصاص کے نزدیک اس روایت میں موجود راوی قابلِ قبول ہیں۔

۲ "لَا نَعْلَمُ أَحَدًا مِنْهُمْ طَعَنَ عَلَيْهِ فِي رِوَايَتِهِ" اس جملے میں امام جصاص نے تمام رواۃ کو شامل کیا ہے، جن میں ابن لہیعہ بھی داخل ہیں، اور ان پر طعن یا کذب کی تہمت کی نفی کی ہے۔ یہ قول اس لیے انتہائی اہم ہے کہ امام جصاص جیسے حنفی امام نے ابن لہیعہ کی بھی ایک روایت کو "مستقیم السند" قرار دیا ہے اور اس کے راویوں پر طعن کی نفی کی ہے۔ امام جصاص کے نزدیک ابن لہیعہ کی یہ خاص روایت قابلِ اعتماد ہے۔ فَإِنَّ رَاوِيَهُ ابْنُ لَهِيعَةَ، وَهُوَ مِمَّنْ يُضَعَّفُ "اس کا راوی ابن لہیعہ ہے، اور وہ ان لوگوں میں سے ہے جنہیں ضعیف کیا جاتا ہے۔" یہ قول انتہائی اہم ہے کیونکہ یہ ابتدائی حنفی فقہاء میں سے ایک کا موقف ہے۔ جصاص نے صراحتاً کہا ہے کہ ابن لہیعہ "ممن یضعف" (ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں ضعیف کیا جاتا ہے)۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حنفی علماء میں ابتدائی دور سے ہی ابن لہیعہ کی تضعیف کا بھی رواج تھا۔

دوسرا دور: متوسّطین حنفیہ (پانچویں سے آٹھویں صدی ہجری)

امام قدوری (362–428ھ)

امام ابو الحسن احمد بن محمد بن احمد بن جعفر قدوری بغدادی حنفی "مختصر القدوری" کے مصنف ہیں۔ وہ ابن لہیعہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"رَوَاهُ ابْنُ لَهِيعَةَ، وَهُوَ لَا يُعْتَمَدُ عَلَى رِوَايَتِهِ عَنْ زَبَّانَ بْنِ فَائِدٍ، وَهُوَ ضَعِيفٌ جِدًّا، ذَكَرَهُ السَّاجِي فِي الضُّعَفَاءِ"[6]

[5] ابو بكر أحمد بن علي الرازي الجصاص، *شرح مختصر الطحاوي*، تحقيق عبد الله نذير أحمد (بيروت: دار البشائر الإسلامية، 2010)، جلد 4، ص 268۔

[6] القدوري، ابو الحسن احمد بن محمد ، *التجريد* (مخطوط)، جلد 2، ص 145

”اسے ابن لہیعہ نے روایت کیا ہے، اور زبان بن فائد کے بارے میں اس کی روایت پر اعتماد نہیں کیا جاتا، اور وہ (زبان) بہت زیادہ ضعیف ہے، ساجی نے اسے الضعفاء میں ذکر کیا ہے۔“

اس قول میں امام قدوری نے ابن لہیعہ کی ایک خاص روایت (زبان بن فائد کے بارے میں) پر تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے زبان بن فائد کو "ضعیف جدا" قرار دیا ہے۔ یہ قول یہ ظاہر کرتا ہے کہ قدوری کے نزدیک ابن لہیعہ کی روایات قابل اعتماد نہیں ہیں، خاص طور پر جب وہ ضعیف راویوں سے روایت کر رہے ہوں۔

امام عزالدین ابن الاثیر جزری (555–630ھ)

امام ابوالحسن علی بن محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد الشیبانی الجیلانی "اللباب فی الجمع بین السنۃ والکتاب" کے مصنف ہیں۔ وہ ابن لہیعہ کے بارے میں رقم طراز ہیں:

"فِي إِسْنَادِهِ، عَبْدُ اللهِ بْنُ لَهِيعَةَ وَلَا يُحْتَجُّ بِحَدِيثِهِ"[7]

”اس کی سند میں عبد اللہ بن لہیعہ ہیں، اور ان کی حدیث سے استدلال نہیں کیا جاتا۔“

اس قول میں حنفی فقیہ نے واضح کیا ہے کہ جس سند میں ابن لہیعہ ہوں، اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ان کی تدلیس اور کمزوری کی وجہ سے ہے۔ حنفی علماء نے اپنی فقہی کتب میں جہاں کہیں ابن لہیعہ کی روایت آئی ہے، احتیاطاً اسے ترک کرنے یا اس پر عدم اعتماد کا اظہار کیا ہے۔

امام جمال الدین زیلعی (م743ھ)

امام جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف زیلعی حنفی "نصب الرایۃ لتخریج احادیث الھدایۃ" کے مصنف ہیں۔ وہ ابن لہیعہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ لَهِيعَةَ وَهُوَ ضَعِيفٌ"[8]

”اسے ابن ماجہ نے ابن لہیعہ کی روایت سے نقل کیا ہے، اور وہ ضعیف ہے۔“

زیلعی نے ابن ماجہ کی روایت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اس کی سند میں ابن لہیعہ ہیں، اور وہ ضعیف ہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حنفی علماء ابن لہیعہ کی روایات کو ضعیف سمجھتے تھے اور ان پر اعتماد نہیں کرتے تھے۔

امام علاء الدین سیواسی (م855ھ)

امام علاء الدین ابو بکر بن مسعود بن احمد سیواسی حنفی "التجری" اور "التنبیہ علی مشکلات الہدایہ" کے مصنف ہیں۔ وہ ابن لہیعہ کے بارے میں صرف ایک لفظ میں اپنا موقف بیان کرتے ہیں:

"وَابْنُ لَهِيعَةَ ضَعِيفٌ"[9]

”اور ابن لہیعہ ضعیف ہے۔“

---

[7] عز الدين ابن الاثير الجزري، *اللباب فى الجمع بين السنة والكتاب* (مخطوط)، جلد 1، ص 234

[8] جمال الدين ابو محمد عبدالله الزيلعي، *نصب الراية لتخريج احاديث الهداية* (قاہرہ: دار الحديث، 1995)، جلد 2، ص 156۔

[9] علاء الدين ابوبكر بن مسعود السيواسي، *التنبيه على مشكلات الهداية* (مخطوط)، جلد 1، ص 89۔

سیوا سی نے ایک لفظ "ضعیف" میں ابن لہیعہ کے بارے میں اپنا موقف بیان کر دیا ہے۔ یہ ان کی مطلق تضعیف کی دلیل ہے۔ حنفی علماء نے اپنی فقہی کتب میں جہاں کہیں ابن لہیعہ کا ذکر کیا ہے، انہیں عام طور پر ضعیف ہی قرار دیا ہے۔

تیسرا دور: متاخرین حنفیہ (نویں سے بارہویں صدی ہجری)

امام بدر الدین عینی (762ھ–855ھ)

امام بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ عینی "البنایۃ شرح الھدایۃ" اور "عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری" کے مصنف، حنفی فقہ کے بڑے امام اور محدث ہیں، وہ ابن لہیعہ کی توثیق میں لکھتے ہیں:

"وَأَمَّا عَبْدُ اللهِ بْنُ لَهِيعَةَ فَإِنَّهُ حَسَنُ الْحَدِيثِ يُكْتَبُ حَدِيثُهُ، وَقَالَ: حَدَّثَ عَنْهُ الثِّقَاتُ، وَقُتَيْبَةُ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، وَعَنْ أَحْمَدَ: مَنْ كَانَ مِثْلُ ابْنِ لَهِيعَةَ بِمِصْرَ فِي كَثْرَةِ حَدِيثِهِ فِي ضَبْطِهِ وَإِتْقَانِهِ، وَحَدَّثَ عَنْهُ أَحْمَدُ بِحَدِيثٍ كَثِيرٍ، وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ: كَانَ ابْنُ لَهِيعَةَ صَادِقًا"[10]

"اور جہاں تک عبد اللہ بن لہیعہ کا تعلق ہے تو وہ حسن الحدیث ہیں، ان کی حدیث لکھی جاتی ہے۔ اور کہا گیا کہ ان سے ثقہ راویوں نے روایت کی ہے، جیسے قتیبہ، عمرو بن الحارث اور لیث بن سعد۔ اور امام احمد سے مروی ہے: مصر میں کثرتِ حدیث، ضبط اور اتقان میں ابن لہیعہ جیسا کون تھا۔ اور امام احمد نے ان سے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں۔ اور ابن وہب نے کہا: ابن لہیعہ سچے تھے۔"

امام عینی نے اس عبارت میں ابن لہیعہ کی توثیق کے لیے کئی دلائل پیش کیے ہیں:

۱. "حسن الحدیث" - یہ تعدیل کی ایک اصطلاح ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی حدیث قابلِ قبول ہے۔

۲. "یکتب حدیثہ" - محدثین کے ہاں راوی کے قابلِ اعتماد ہونے کی علامت ہے۔

۳. ثقہ راویوں کا ان سے روایت کرنا - قتیبہ، عمرو بن الحارث اور لیث بن سعد جیسے ثقہ ائمہ کا ان سے روایت کرنا ان کی عدالت کی دلیل ہے۔

۴. امام احمد کی توثیق - "من کان مثل ابن لھیعۃ بمصر فی کثرۃ حدیثہ فی ضبطہ واتقانہ" یہ امام احمد کی طرف سے ان کی بڑائی اور توثیق ہے۔

۵. ابن وہب کی شہادت - "کان ابن لہیعہ صادقا" یہ ابن وہب کی طرف سے ان کی صداقت کی تصریح ہے۔

امام عینی کے نزدیک ابن لہیعہ "حسن الحدیث" ہیں اور ان کی روایات قابلِ قبول ہیں۔

علامہ حصکفی (م1088ھ)

علامہ محمد بن علی بن محمد حصکفی حنفی "الدر المختار شرح تنویر الابصار" کے مصنف ہیں۔ وہ ابن لہیعہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"غَيْرَ أَنَّ فِي سَنَدِهِ ابْنَ لَهِيعَةَ وَفِيهِ مَقَالٌ"[11]

"البتہ اس کی سند میں ابن لہیعہ ہیں، اور اس میں کلام ہے۔"

---

[10] العيني، *البناية شرح الهداية*، جلد 5، ص 324۔

[11] محمد بن علی بن محمد الحصكفي، *الدر المختار شرح تنوير الابصار* (بيروت: دار الفكر، 1992)، جلد 2، ص 456۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

اس قول میں "وفیہ مقال" (اس میں کلام ہے) سے مراد یہ ہے کہ ابن لہیعہ پر محدثین نے جرح کی ہے اور ان کی روایات قابل قبول نہیں ہیں۔ یہ ایک نرم تعبیر ہے لیکن اس کا مفہوم یہی ہے کہ ابن لہیعہ کی روایت معتبر نہیں ہے۔ حصکفی نے اس تعبیر کے ذریعے ابن لہیعہ کی کمزوری کی طرف اشارہ کیا ہے۔

امام کمال بن الہمام (790ھ–861ھ)

امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید السیواسی ثم الاسکندری، المعروف بابن الہمام حنفی، "فتح القدیر" کے مصنف ہیں۔ وہ ابن لہیعہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"وَحَدِيثُ ابْنِ لَهِيعَةَ صَالِحٌ لِلْمُتَابَعَاتِ سِيَّمَا وَهُوَ مِنْ رِوَايَةِ إِمَامٍ عَنْهُ وَهُوَ أَنَّ ابْنَ الْمُبَارَكِ"[12]

"اور ابن لہیعہ کی حدیث متابعات (کے لیے) موزوں (صالح) ہے، خصوصاً جب وہ کسی امام کی روایت ہو جو ان سے روایت کر رہا ہو، جیسا کہ ابن مبارک (کی روایت)۔"

اس قول میں امام کمال بن الہمام نے ابن لہیعہ کے بارے میں اہم بات کہی ہے:

پہلا نکتہ "صالح للمتابعات" - ابن لہیعہ کی حدیث متابعات کے لیے موزوں ہے۔ متابعات سے مراد وہ روایات ہیں جو کسی دوسری حدیث کی تائید و تقویت کے لیے پیش کی جائیں۔ محدثین کے ہاں جب کوئی راوی خود تو حجت نہ ہو لیکن دوسری روایت کی تقویت کر سکے، تو اسے "صالح للمتابعات" کہا جاتا ہے۔

دوسرا نکتہ "سیما وھو من روایۃ امام عنہ" - خصوصاً جب وہ کسی امام کی روایت ہو جو ان سے روایت کر رہا ہو۔ یعنی اگر ابن لہیعہ سے کوئی بڑا امام روایت کر رہا ہو، تو ان کی روایت مزید قابلِ قبول ہو جاتی ہے۔

تیسرا نکتہ "وھو أن ابن المبارک" جیسا کہ ابن مبارک کی روایت۔ عبد اللہ بن مبارک (م 181ھ) ثقہ امام ہیں۔ ان کا ابن لہیعہ سے روایت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ابن لہیعہ کی یہ روایت متابعات کے لیے صالح ہے۔

یہ قول اس لیے انتہائی اہم ہے کہ امام کمال بن الہمام جیسے حنفی امام نے ابن لہیعہ کو سرے سے رد نہیں کیا، بلکہ انہیں "صالح للمتابعات" قرار دے کر ان کی روایات کو بطور تقویت قبول کرنے کے قابل ٹھہرایا ہے۔ امام کمال بن الہمام کے اس قول سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ ابن لہیعہ کو بالکل ناقابلِ قبول نہیں سمجھتے، بلکہ ان کی روایات کو متابعات (تقویت) کے لیے موزوں قرار دیتے ہیں، خاص طور پر جب وہ کسی امام (جیسے ابن مبارک) کی روایت ہو۔ یہ موقف اعتدال پر مبنی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

علامہ ابن عابدین (1198ھ–1252ھ)

علامہ محمد امین بن عمر بن عبد العزیز ابن عابدین شامی حنفی "رد المحتار علی الدر المختار" کے مصنف ہیں۔ وہ ابن لہیعہ کے بارے میں لکھتے ہیں (اپنے استاد حصکفی کے حوالے سے):

"غَيْرَ أَنَّ فِي سَنَدِهِ ابْنَ لَهِيعَةَ وَفِيهِ مَقَالٌ"[13]

[12] كمال الدين محمد بن عبد الواحد بن الهمام، *فتح القدير* (حلب: مطبعة الحلبى، 1970)، جلد 2، ص 294

[13] محمد امين بن عمر بن عبد العزيز ابن عابدين، *رد المحتار على الدر المختار* (بيروت: دار الفكر، 1992)، جلد 2، ص

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

"البتہ اس کی سند میں ابن لہیعہ ہیں، اور اس میں کلام ہے۔"

ابن عابدین نے بھی اپنے استاد حصکفی کی طرح "وفیہ مقال" کی تعبیر استعمال کی ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ متاخرین حنفیہ میں بھی ابن لہیعہ کی تضعیف کا موقف پایا جاتا ہے۔

امام ابن نجیم (926ھ–1005ھ)

امام ابن نجیم متاخر حنفی فقہاء میں سے ہیں، انھوں نے ابن لہیعہ کی توثیق دیگر امامان جرح وتعدیل کی طرف منسوب کر کے لکھا ہے:

"وَأَمَّا ابْنُ لَهِيعَةَ قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ هُوَ حَسَنُ الْحَدِيثِ يَكْتُبُ حَدِيثُهُ وَقَدْ حَدَّثَ عَنْهُ الثِّقَاتُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ[14]"

"اور جہاں تک ابن لہیعہ کا تعلق ہے تو ابن عدی نے کہا: وہ حسن الحدیث ہیں، ان کی حدیث لکھی جاتی ہے، اور ان سے ثقہ محدثین نے روایت کی ہے، جیسے سفیان الثوری، شعبہ، عمرو بن الحارث اور لیث بن سعد۔"

ابن نجیم نے اپنی کتاب "البحر الرائق" میں ابن لہیعہ کے بارے میں ابن عدی کا قول نقل کیا ہے اور اس سے ان کی توثیق کی دلیل حاصل کی ہے۔ یہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ابن نجیم کے نزدیک بھی ابن لہیعہ کی روایات قابلِ قبول ہیں، کم از کم بعض مقامات پر۔ ابن نجیم نے ابن عدی کے قول کو بطور دلیل پیش کیا ہے کہ ابن لہیعہ "حسن الحدیث" ہیں۔

لیکن ابن نجیم نے اپنی اس کتاب میں دوسرے مقام پر یہ بھی لکھا ہے:

"فَفِيهَا ابْنُ لَهِيعَةَ وَلَا يُحْتَجُّ بِهِ[15]"

"اس میں ابن لہیعہ ہیں، اور اس سے استدلال نہیں کیا جاتا۔"

یہ قول ان کی تضعیف کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اس طرح ابن نجیم کے دو قول ہیں - ایک توثیق کا اور ایک تضعیف کا۔

فقہائے احناف کے دلائل کا مجموعی تجزیہ

مندرجہ بالا تفصیلی تجزیے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ فقہائے احناف میں ابن لہیعہ کے بارے میں دو متضاد موقف پائے جاتے ہیں:

١. ثقہ ائمہ (سفیان ثوری، شعبہ، لیث بن سعد، قتیبہ بن سعید وغیرہ) کا ابن لہیعہ سے روایت کرنا۔

٢. ہم عصر محدثین (لیث بن سعد، ابن وہب) کی طرف سے ان کی تعریف۔

٣. قدیم سماع (احتراق کتب سے پہلے کی روایات) پر اعتماد۔

٤. عبادلہ (ابن مبارک، ابن وہب، ابن المقرئ) کی روایات کی ترجیح۔

١. ابن لہیعہ کی کتابوں کے احتراق کے بعد ان کی روایات میں اضطراب پایا جانا۔

٢. بعد کے محدثین (امام احمد، یحییٰ بن معین، علی بن مدینی، بخاری) کی طرف سے ان پر جرح۔

٣. حنفی فقہاء کا احتیاطی اصول کہ وہ کسی ایسے راوی کی روایت کو نہ لیں جس کے بارے میں اختلاف ہو۔

[14] زين الدين بن ابراهيم بن نجيم، *البحر الرائق شرح كنز الدقائق* (بيروت: دار المعرفة، 2000)، جلد 3، ص 215۔

[15] ابن نجيم، *البحر الرائق*، جلد 2، ص 156۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

۴. فقہی مسائل میں سخت دلیل کی ضرورت۔

ابن لہیعہ کی روایت کا حکم: متضاد اقوال کے درمیان تطبیق:

جب کسی راوی کے بارے میں توثیق اور تضعیف دونوں موجود ہوں تو محدثین کے ہاں دو اصول ہیں:

پہلا اصول: جرح (تضعیف) کو ترجیح دی جائے گی، بشرطیکہ جرح کرنے والا راوی کی کمزوری کی وجہ بیان کرے۔ ابن لہیعہ کے بارے میں جرح کرنے والوں (امام احمد، یحییٰ بن معین، علی بن مدینی، بخاری وغیرہ) نے ان کی کتابوں کے جلنے اور بعد میں اختلاط کی وجہ بیان کی ہے۔ اس لیے جمہور محدثین نے جرح کو ترجیح دی ہے۔

دوسرا اصول: تعدیل (توثیق) کو ترجیح دی جائے گی اگر تعدیل کرنے والے راوی کے زیادہ قریب ہوں اور ان کی تعداد زیادہ ہو۔ ابن لہیعہ کے بارے میں تعدیل کرنے والے (لیث بن سعد، ابن وہب، سفیان ثوری، شعبہ وغیرہ) ان کے ہم عصر تھے اور ان سے قریب تر تھے۔

حنفی فقہاء کے اندرونی اختلاف کی بنیاد بھی یہی ہے کہ وہ ان دو اصولوں میں سے کس کو ترجیح دیتے ہیں۔

تیسرا راستہ (اعتدال کا): یہ ہے کہ ابن لہیعہ کی قدیم سماع (احتراق سے پہلے کی روایات) کو قبول کیا جائے اور جدید سماع (احتراق کے بعد کی روایات) کو چھوڑ دیا جائے۔ یہی وہ راستہ ہے جو متقدمین محدثین نے اختیار کیا اور جو حنفی فقہاء کے دونوں گروہوں کے درمیان تطبیق کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

نتیجہ بحث: فقہائے احناف میں عبد اللہ بن لہیعہ کے بارے میں دو متضاد موقف پائے جاتے ہیں۔ ایک گروہ نے ان کی توثیق کی ہے اور دوسرے نے تضعیف۔ توثیق کرنے والوں میں امام طحاوی، امام جصاص (ایک قول کے مطابق)، امام عینی اور امام ابن نجیم شامل ہیں۔ تضعیف کرنے والوں میں امام جصاص (دوسرے قول کے مطابق)، امام قدوری، امام زیلعی، امام سیواسی، علامہ حصکفی اور علامہ ابن عابدین شامل ہیں۔

ان متضاد اقوال کے باوجود، ابن لہیعہ کی روایت کا حکم درج ذیل اصولوں کے تحت ثابت کیا جا سکتا ہے:

اول: محدثین کے اصول کے مطابق جب کسی راوی کے بارے میں جرح اور تعدیل دونوں موجود ہوں تو جرح کو ترجیح دی جائے گی، بشرطیکہ جرح کرنے والا راوی کی کمزوری کی وجہ بیان کرے۔ ابن لہیعہ کے بارے میں جرح کرنے والوں (امام احمد، یحییٰ بن معین، علی بن مدینی، بخاری) نے ان کی کتابوں کے جلنے اور بعد میں اختلاط کی وجہ بیان کی ہے، اس لیے جمہور محدثین کے نزدیک ابن لہیعہ ضعیف ہیں۔

دوم: حنفی فقہاء کے تضعیف والے گروہ نے بھی اسی اصول کو اپنایا ہے کہ جب کسی راوی کے بارے میں اختلاف ہو تو احتیاطاً اس کی روایت کو ترک کر دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہائے احناف کی اکثریت نے ابن لہیعہ کی روایات کو حجت نہیں مانا۔

سوم: البتہ جو حنفی فقہاء توثیق کے قائل ہیں، ان کا استدلال ہے کہ تعدیل کرنے والے (لیث بن سعد، ابن وہب، سفیان ثوری، شعبہ) ابن لہیعہ کے ہم عصر تھے اور ان سے زیادہ قریب تھے، اس لیے ان کی تعدیل کو ترجیح دی جانی چاہیے۔

چہارم: ان دونوں موقف کے درمیان اعتدال کا راستہ یہ ہے کہ ابن لہیعہ کی قدیم سماع (احتراق کتب سے پہلے کی روایات) کو قبول کیا جائے اور جدید سماع (احتراق کتب کے بعد کی روایات) کو چھوڑ دیا جائے۔ یہی وہ راستہ ہے جو متقدمین محدثین نے اختیار کیا اور جو حنفی فقہاء کے دونوں گروہوں کے درمیان تطبیق کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

پنجم: ابن لہیعہ کی وہ روایات جو عبادلہ (عبد اللہ بن مبارک، عبد اللہ بن وہب، عبد اللہ بن المقرئ) نے نقل کی ہیں، انہیں بھی قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ انہوں نے قدیم سماع کو زیادہ محفوظ رکھا۔

خلاصہ یہ کہ فقہائے احناف میں ابن لہیعہ کے بارے میں کوئی ایک متفقہ موقف موجود نہیں ہے۔ دونوں موقف کے اپنے دلائل ہیں۔ لیکن احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ ابن لہیعہ کی روایات کو صرف اس صورت میں قبول کیا جائے جب وہ قدیم سماع سے متعلق ہوں، عبادلہ نے نقل کی ہوں، یا دوسرے ثقہ راویوں سے بھی مروی ہوں۔ بصورت دیگر ان سے استدلال کرنے سے گریز کیا جائے۔ یہی موقف علمی انصاف اور اعتدال کا تقاضا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔